شیعہ سنی اختلاف

تحریر امیر حسین جفعری

شیعہ سنی اختلاف کی وجہ اصل وجہ خلافت ہے۔ یہ اس اختلاف
کی ایک معروف وجہ ہے مگر جب ہم بنظر غائر اس نزاع کی تفہیم کی کوشش
کرتے ہیں تو ہم پر کچھ حقائق منکشف ہوتے ہیں اس نزاع کی بہتر تفہیم کے
لئے جب ہم قران سے رجوع کرتے ہیں تو قران سے رجوع ہماری رہنمائی کا
فریضہ انجام دیتے ہوئے ہماری توجہ اس آیت کی طرف دلاتا ہے اس آیت میں
خدا پہلی خلافت اور پہلا جانشین مقرر فرمارہا ہے ۔ قران میں ارشاد ہوتا ہے
قران پاک میں ارشاد ہوتا ہے
میں روئے زمین پر ایک جانشین اور حاکم مقرر کرنے لگا ہوں تو فرشتوں نے
کہا
پروردگار۔ کیا ایسے شخص کو مقرر کرے گا جو زمین پر فساد اور خونریزی
کرے گا۔ ہم تیری تسبیح اور حمد بجا لاتے ہیں۔
پروردگار نے فرمایا
میں حق کو جانتا ہوں تم نہیں جانتے

اس آیت مبارکہ میں خدا نہ صرف اپنا خلیفہ / جانسین مقرر کر رہا ہے اپنی
حاکمیت کے لئے اس خانسین کی صورت میں ایک حاکم بھی تعینات کر رہا ہے
جبکہ سورہ نور نمر 55 میں ارشاد باری ہوتا ہے
اللہ نے تم میں سے ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک
اعمال کیے ہیں، وعدہ فرمایا ہے کہ انہیں زمین میں یقیناً اپنا خلیفہ جانشین
بنائے گا -----
یہ آیت مبارک طویل ہے لہذا اپنا مافی الضمیر کما حقہ بیان کرنے کے لئے
صرف اس کا وہ حصہ درج کر رہا ہوں کہ میرا موقف واضح ہو سکے ۔

یہ آیت مبارکہ جسے آیت استخلاف بھی کہا جاتاہے اس امر کو عیاں کرتی ہے کہ منصب خلافت صرف خدا عطا کرتا ہے۔ خدا نے نبوت کی شکل میں اپنی خلافت اور جانشینی حضرت آدم علیہ السلام کو عطا کی اور فرشوں کو آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم بھی دیا ،گو فرشتے بھی اس منصب خلافت و جانشینی کے امیدوار تھے مگر انہوں حکم خدا کو مقدم جانتے ہوئے آدم علیہ السلام کو سجدہ کر دیا۔

مگرعزازیل نے انکار کر دیا کیونکہ اسے آدم علیہ السلام سے خود کو بہتر سمجھنے کا شک ہو گیا تھا۔ اپنے اسی التباس کی بنا پر وہ ابلیس کہلایا۔ خود کو بہتر شمارکرنا محض ایک فکری مغالطہ تھا کیونکہ آدم کی تخلیق طین یعنی مٹی سے ہوئی تھی اور ابلیس کی تخلیق آگ سے ہوئی اکابر علما کے نزدیک طین ،نار سے افضل ہے۔

یہاں اس امر کا اظہار آپ کے لئے دلچسپی کا باعث ہو گا خلافت کے اس سلسلے کا آغاز غیر اللہ کو سجدے کے حکم سے ہو رہا ہے اور ابلیس اس حکم سے انکار کرنے کے بعد وقت معلوم کی مہلت خدا سے حاصل کر رہا ہے۔

یہاں اس امر کی تفہیم ناگزیر قرار پاتی ہے دین کا آغاز غیر اللہ کے سجدے سے اگر ہوگا تو عقدہ توحید کو ہمیں کس خانے میں رکھنا ہو گا۔ عقیدہ توحید تو اپنی جگہ سلفی ،دیوبندی اور بریلوی اور وہابی عقائد خدا کے اس فیصلے پر کیا رائے قائم کریں گے۔؟

شیعہ اور سنی اختلاف کو سمجھنے کے لئے جب تک اس نزاع کا فیصلہ نہیں ہوتا تب تک شیعہ سنی نزاع کو ہرگز سمجھا نہیں جا سکتا !

اک طرف خدا مسلمانوں سے یہ کہتا ہے کہ میں شرک کے سوا تمام گناہ معاف کر دوں گا اور دوسری طرف فرشتوں سے کہتا کہ میرے خلف میرے جانشین کو سجدہ کرو۔

خدا کے ہر کام میں کوئی نہ کوئی حکمت پوشیدہ ہوتی ہے لیکن فرستوں کو آدم علیہ السلام کوسجدے کے حکم دینے کیا حکمت پوشیدہ تھی جب تک اہل اسلام کو اس حکمت سے آگاہی نہیں ہوتی تب تک شیعہ سنی اختلاف کو سیاسی یا خاندانی اختلاف شمار کیا جاتا رہے گا اور یہ اختلاف زمین پر فساد اور

خونریزی باعث بنتا رہے گا۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر اس فساد کی کنہ، حقیقت اور غایت کیا ہے۔
اس سوال کے جواب تک رسائی کے لئے ہمیں لفظ خلیفہ اور جانیشن کی معنویت سے مکمل آگاھی کی ضرورت ہے۔
جب خدا نے فرشتوں سے کہا میں زمین پر خلیفہ / جانشین مقرر کر رہا ہوں تو خلیفہ سے مراد کون سے معنی لئے جائیں ، خلف کے لئے سلف کی ضرورت ہوتی ہے جبکہ کہ خدا لم یا لد اور ولم یولد ہے یعنی نہ تو اس نے کسی شخص کو پیدا کیا اور نہ ہی کسی شخص نے اس کو پیدا کیا ہے۔
آدم علیہ السلام نہ تو کسی کی جگہ پر اس دنیا میں تشریف لائے کیونکہ خدا نے انہیں کھنکھناتی ہوئی مٹی سے خلق کیا تھا اور آدم علیہ السلام سے پہلے جنات اور اوراس نوع کی دیگر مخلوقات ساکنان زمین تھیں تو پھر خدا نے انہیں کس بنا پر اپنا خلف قرار دیا ۔ خدا جو ہر چیز کا خالق ہے جو حرفوں کا خالق ہے کیا اس نے یونہی سرسری انداز میں یا ایسے ہی اس لفظ کو استعمال کر لیا؟
ہمیں شیعہ سنی اختلاف کو سمجھنے کے لئے ابلیس اور خدا کے درمیان ہونے والے مکالمے کی طرف لوٹنا ہوگا
اس مکالمے کی لائق اعتبار تفصیلات کے مطابق خدا نے کچھ سوالات ابلیس سے پوچھے تھے ۔ ابلیس جیسا عالم جو جبرئیل جیسے فرشتے کا بھی استاد تھا اپنے تمام تر علم باوجود وہ خدا کے سوالات کے جوابات نہیں دے پایا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام اپنی تخلیق کے لمحے کے بعد ان تمام سوالات کے جوابات سے آگاہ تھے بلکہ انہوں نے وہ جوابات بحکم خدا دے بھی دیے۔
یہاں کچھ معترضین جو الھیات پر ایمان نہ لانے کے لئے اس طرح کی منطق بھی پیش کرتے ہیں کہ خدا نے ان سوالات کے جوابات آدم علیہ السلام کو پہلے سے بتا دیے تھے اور ابلیس کو ان جوابات سے خدا بے خبر رکھا۔
اگرمعترضین کا یہ اعتراض درست ہو تو خدا کا عدل ثابت نہیں ہو پاتا اور جو خدا عدل نہ کر پائے وہ خدا کہلانے کے قابل نہیں ہو گا ۔ لہذا خدا نے ایسا کچھ نہیں کیا جس سے اس کے عدل پر سوالیہ نشان قائم ہو جاتا تو پھر سوال یہ پیدا

ہوتا ہے کہ اپنی تخلیق کے فوراً بعد آدم علیہ السلام نے ان سوالات کےجوابات کیسے دیے؟
یہی نقطہ اس امر کی نشاندہی میں ہماری معاونت کرتا ہے کہ خدا نے آدم علیہ السلام کو اپنا خلف توارث صفات کی بنا پر قرار دیا ۔توارث صفات یعنی صفات کا ورثہ جو خدا نے آدم علیہ السلام کو عطا کیا اور یوں انبیا کو اپنی صفات کا اور علم کا وارث قرار دیا۔
خدا کو جاننے کی کوشش میں ہماری کامیابی اتنی سی ہے کہ خدا کی صفات اس کی ذات ہے اور اس کی ذات عین صفات ہے اس کی زات کو اس کی صفات سے جدا کرنا دوئی کہلاتا ہے۔ انبیا کیونکہ خدا کے علم وارث ہوتے ہیں اور علم ،خدا کی صفت ہے اور آدم علیہ السلام دیگر انبیا کی طرح صفات خدا اتصاف رکھتے ہیں اس بنا پر وہ تمام سوالات کے جوابات سے آگاہ تھے۔ یہی نقطہ اہل تشیع اور اہل تسنن کے اختلاف کی اصل تک ہماری رہنمائی کا فریضہ انجام دے گا۔
اب تک کی گفتگو میں ہم نے جو نتائج حاصل کیے ہیں ان کے مطابق خلافت پر کیونکہ نص قرانی موجود ہوتی ہے اس لیے خلافت منصوص من اللہ ہوتی ہے خلافت خواہ نبوت کی شکل میں ہو کہ امامت صورت میں خلافت کا منصوص من اللہ ہونا لازم ہے ۔ یہاں اس امر کو زہن نشین رکھنا لازم ہے کہ امامت ِ،نبوت سے متصل ایک عہدہ جلیلہ ہے جو اپنے مرتبے میں نہ تو نبوت سے افضل ہے اور نہ نبوت سے کم تر ہے اور زیر نظر اختلاف کے حوالے سے اس امر کی نشندہی بھی لازم ہے کہ جب نبوت کا عہدہ خدا کی طرف سے عطا ہوتا ہے رسول خدا ص کی خلافت کا فیصلہ کرنے حق خدا کے سوا کسی کے پاس نہیں ہے۔ کیونکہ خلافت ، رسالت اور نبوت کی خلافت ہے۔
یہ کسی پیر کی گدی ہرگز نہیں ہے کہ جس کا دل چاہے وہ اس پر بیٹھ جائے ۔ جس طرح نبوت منصوص من اللہ ہوتی ہے اسی طرح رسول کی خلافت بھی منصوص من اللہ ہوتی ہے قران پاک میں ارشاد ہوتا ہے
(55) من سورة المائدة في القرآن الكريم: (إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ). [1]

گویا اس آیت مبارکہ میں اللہ خدا کو ولی کہہ رہا ہے اور اپنے رسول کو بھی ولی کہہ رہا ہے اور تیسرا ولی اسے قرار دے رہا ہے جو حالت رکوع کو میں زکوۃ دیتا ہے۔
خدا اپنی ولایت کا اقرار تو کرتا ہے مگر خدا نے اپنی نبوت کا دعویٰ کبھی نہیں کیا۔ کیونکہ وہ خدا ہے نبوت کا دُعویٰ شایانِ شان نہیں ہے جبکہ ولایت کا اعلان خدا قران میں کر رہا ہے ۔ البتہ ولایت کا کوئی درجہ اللہ اپنے انبیا کو اس نمائیندگی کے ثبوت کے طور پر عطا کرتا ہے نبوت کیونکہ خدا کی جانشینی کے حوالے سے ایک عہدہ ہے خدا نبوت میں تو نہیں البتہ ولایت میں اپنے انبیا اور اوصیا کو شامل قرار دیتا ہے۔
ولایت بھی نبوت کی طرح منصوص من اللہ ہوتی ہے ولایت کے منصب پر انبیا اور اوصیا فائز ہوتے ہیں ۔
ولایت کی دو اقسام ہیں
ولایت تکوینیہ
ولایت تشریعہ
ولایت تکوینہ کا تکوینی امور سے ہوتا ہے یعنی ممکنات عالم ارادے کا نفاز ولایت تکوینی کے زریعے سے ممکن ہوتا ہے
جبکہ ولایت تشریعہ کا تعلق امور شریعت سے ہوتا ہے دوسرے الفاظ میں ولی کیونکہ خدا کی زمین پر خدا کا نمائندہ ہوتا ہے اسی وجہ سےوہ شریعت کی حاکمیت کے منصب کا بھی حقدار ہوتا ہے مختصراً ولایت تشریعہ، شریعت کی حاکمیت کا نام ہے۔
رسول خدا کے وصال کے بعد جب رسول کی خلافت کا مسئلہ مسلمانوں کو درپیژ آیا تو انہوں نے اللہ کے بنائے ہوئے اصول کو نظر انداز کرتے ہوئے یعنی قران کے قائم کردہ اصول کو بھلاتے ہوئے خلیفہ کا انتخاب اجماع کے زریعے کر لیا اور نص قرانی کی موجودگی میں جو مسلمانوں کے ایک رہنما اصول کی حیثیت رکھتا تھا اس سنہری اصول کو فراموش کرتے ہوئے اجماع کا اصول قائم کر لیا

سقیفہ بنی ساعدہ میں وجود میں آنے والی خلافت نہ صرف اسلام میں بدعت کا آغاز کا باعث بنی بلکہ اس کی انتہا بطور خلیفہ رسول، بیعت طلب کرنے پر منتج بھی ہوئی ۔ ظلم کی انتہا یہ ہے کہ بیعت طلب کرنے مجاز صرف انبیا ہوتے ہیں اور انبیا کے وہ اوصیا جن کے نام خطبہ غدیر میں رسول خدا نے بیان فرما دیے ۔

شیعہ سنی اختلاف قائم کرتے ہوئے خلفا اس امر کو بھول گئے تھے نبوت نعمت تامہ ہے نعمت ناقص نہیں ۔بھلا یہ بات کیسے ممکن ہو کہ رسول خدا دنیا سے اٹھ جائیں اور دنیا سے ان کی رخصت کے بعد ہدایت کا سلسلہ بھی دنیا سے اٹھ جائے ۔ رسول خدا ص نے اسی لئے خطبہ غدیر کے موقع اپنے بارہ آئمہ کے نام کا اعلان کر دیا تھا اس ناموں کی فہرست میں پہلا نام حضرت علی علیہ السلام کا ہے اور آخری نام امام محمد مہدی علیہ السلام کا ہے۔

یہاں یہ نقطہ غور طلب ہے کہ عمومی طور پر مسلمان اس بات پر ایمان رکھتے ہیں قیامت سے پہلے امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہو گا ۔میں اس امر کو سمجھنے سے قاصر ہوں کہ امام مہدی میں امام کیا ان کے نام حصہ ہے؟ نہیں ہرگز نہیں

امامت نبوت سے متصل ایک عہدہ جلیلہ ہے ان کا نام تو محمد ہے۔ کیونکہ احادیث میں متواتر قیامت سے قبل امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کا زکر موجود ہے لہذا امامت کو تسلیم کئے بغیر مسلمانوں پاس چارہ نہیں ۔ خطبہ غدیر میں ان آئمہ معصومیں علیہم السلام کا نام شامل ہونا تھا کہ مسلمان آپے سے باہر ہوگئے ۔ اگر بات صرف حضرت علی علیہ السلام کی خلافت تک کی ہوتی مسلمان برداشت کر جاتے لیکن جب رسول خدا نے حضرت علی کے بعد گیارہ آئمہ کے اسما مبارک کا اعلان فرما دیا تو وہاں پر موجود ایک صحابی نے یہ کہا اگر ایسا ہے تو میں خدا سے دعا کرتا کہ آسمان سے ایک پتھر آئے اور میرا سر پاش پاش ہو جائے۔ روایات کے مطابق آسمان سے ایک پتھر آیا اور اس کا سر پاش پاش ہوگیا۔

مذید گزارش یہ ہے کہ بنو امیہ اور قریش کے قبائل نے السلام قبول ہی نہیں کیا تھا ۔اگر آپ مقتل حسین علیہ السلام کا مطالعہ کریں تو حقیقت آپ پر منکشف

ہوگی کہ کربلا کے بعد یزید مسلسل یہ بات کہتا تھا کاش میرے اجداد زندہ ہوتے تو دیکھتے کہ میں نے آج جنگ بدر اور جنگ حنین میں مرنے والے اپنے اجداد کا بدلہ لیا ہے۔ یہ تمام لوگ حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھوں قتل ہوئے تھے مقتل کی تاریخ گواہ ہے کہ بدر و حنین اور جنگ جمل میں مرنے کی تعداد یعنی حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھوں قتل ہونے والوں کی تعداد سب سے زیادہ تھی۔

یہ خطبہ غدیر ہی شیعہ سنی اختلاف کی اصل بنیاد ہے۔ ان مسلمانوں کی یہ بھرپور کوشش تھی کہ خدا کا یہ ارادہ کہیں کامل نہ جائے، کہ میں زمین پر خلیفہ بنانے والا ہوں ۔ خدا کا یہ ارادہ کہ خدا کی زمین خدا کا نظام رائج ہو اس دن مکمل ہو گا جب اس کے آخری نمائیندے کا ظہور ہو گا یعنی امام محمد مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوگا ۔ ان کے ظہور کے بعد ہی اس دنیا میں جاری فتنہ و فساد اور خونریزی کا خاتمہ ہو گا ۔خدا نے اپنی اس معلوم دنیا کا آغاز اپنے جانشین سے کیا تھا اور اس کا خاتمہ بھی اپنے خلف اور جانشین کے زریعے سے کرے گا ۔شیعہ سنی اختلاف اصل میں اللہ کے فیصلوں سے مسلمانوں کے اختلاف کا نام ہے۔اس کے علاوہ اس اختلاف کا کوئی اور نام نہیں

10 جولائی 2026
وقت رات 9.55
دن بدھ